سوال

ایک سائلہ کہتی ہے کہ وہ سعودی عرب میں کئی سال سے بطوراستانی کام کررہی ہے، تواس کی شادی ہوگئی اورشادی کے بعداس کا خاوند ساتھ آیا پہلے اس کا بھائی ساتھ ہوتا تھا، الحمدللہ، اللہ تعالی نے ہمیں ایک بیٹا بھی دیا، میرا خاوند اپنی تعلیمی اہلیت کے مطابق کام کی تلاش میں رہالیکن اسے کامیابی نہ ملی، آخرکار وہ مشرقی ریجن میں جہاں ہماری رہائش ہے کسی دکان پر کام کرنے لگا، اور گھر کے اخراجات پراختلافات شروع ہوگئے، توکیا مجھ پر لازم ہے کہ میں گھر کے اخراجات برداشت کروں؟؛ کیونکہ میرا خاوند مجھے کہتا ہے کہ اگرمیں گھر کے اخراجات نہ اٹھاؤں تومجھے کام کرنے کی بالکل بھی اجازت نہیں ہے؟ اورکیا میرے خاوند کا میری تنخواہ میں کوئی حق ہے؟ جوکہ میں اپنی محنت کے عوض حاصل کرتی ہوں؟ اوراگرمیں اپنے گھر کے اخراجات برداشت کروں تواس میں میرے ذمہ کتنا حصہ آتا ہے اور میرے خاوند کے ذمے کتنا آتا ہے؟

جواب

ہمہ قسم کی حمداللہ تعالی کےلیے، اوردورووسلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعدازاں:

"ایسے میاں اور بیوی کے گھر کے اخراجات کا مسئلہ جوکہ ملازمت اورتلاش معاش کے سلسلے میں کسی دوسرے ملک میں ہیں، انہیں آپس میں صلح صفائی سے کام لینا چاہیے، آپس میں جھگڑامت کریں، اورجہاں تک بات ہے اخراجات کے واجب ہونے کی تواس کی نوعیت مختلف بھی ہے اورقدرے مفصل بھی؛ چنانچہ اگرخاوند نے آپ سے نکاح کے وقت شرط لگائی تھی کہ گھر کے اخراجات دونوں مل کرپورے کریں گے وگرنہ وہ تمہیں ملازمت کرنے کی اجازت ہی نہیں دے گا تو مسلمانوں کواپنی طے کردہ شرائط پوری کرنی چاہییں، جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (مسلمان اپنی شرائط پر قائم ہوں گے، ماسوائے ایسی شرط کے جوکسی حلال چیز کو حرام بنائے یا حرام چیز کو حلال قرار دے) اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ: (ایسی شرائط جنہیں پورا کرنا انتہا درجے کا حق بنتا ہے، وہ ہیں جن کو تم نے نکاح میں طے کرکے شرمگاہوں کا حلال کیا ہے) لهذا اگر تمہاری اس بارے میں شرائط طے ہوئی ہیں تو تم اپنی اپنی شرائط پوری کروگے۔

اوراگرتمہارے درمیان ایسی شرائط طے نہیں ہوئیں توتمام کے تمام اخراجات خاوند کے ذمے ہیں، بیوی پر گھر کے اخراجات نہیں ہوتے؛ کیونکہ گھر کے اخراجات مرد ہی اٹھاتا ہے، جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ صاحب حیثیت مرد اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے۔ [الطلاق: 7] اوراسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: (اورتم مردوں پران خواتین کوعرف کے مطابق کھانا پینا اورلباس مہیا کرنا لازمی ہے) اس لیے نفقہ خاوند کے ذمے ہے، وہی گھر کی ضروریات پوری کرے گا اوراہل و عیال سمیت اپنےلیے بھی گھر کی تمام تراشیا مہیا کرے گا، جبکہ بیوی کی تنخواہ وغیرہ بیوی کی ہی ہوگی؛ کیونکہ یہ تنخواہ خاتون کواس کی محنت کے عوض ملتی ہے، اوراس مرد نے جب اس عورت سے نکاح کیا تھا تووہ ملازمت کررہی تھی، اوراس نے ایسی کوئی شرط نہیں لگائی کہ گھر کے آدھے یا پورے یاکسی اورتناسب سے اخراجات عورت کے ذمے ہوں گے۔ لیکن اگرنکاح میں ایسی کوئی شرط لگائی گئی تھی جیسے کہ پہلے ذکرکیا گیا ہے توپھر مسلمان اپنی شرائط کوپورا کرنے کے پابند ہیں۔ اوراگرشادی کے وقت اسے معلوم تھا کہ عورت پڑھاتی ہے اورملازمت کرتی ہے اس وقت وہ اس بات پرراضی تھا تواب اسے اس بات پراعتراض کرنے کی اجازت نہیں ہے وہ اس بارے میں جھگڑا نہیں کرسکتا، آپ کی تنخواہ آپ ہی کی ہوگی، الاکہ آپ اپنی تنخواہ سے تھوڑا بہت اسے خوشی کے ساتھ دے دیں تو یہ الگ بات ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ: فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا اگروہ خواتین خوداپنی خوشی سے کچھ دے دیں تواسے شوق سے خوش ہوکر کھاؤ پیو۔ [النساء: 4]

یہاں مناسب یہ ہے کہ آپ کچھ نہ کچھ حصہ ڈالیں، میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ اپنی تنخواہ میں کچھ رقم دے دیا کریں، تاکہ وہ خوش ہوجائے اورجھگڑا ختم ہوجائے، آپ کے درمیان موجود تناؤ کا ازالہ ہوکر آپ سکون، راحت اوراطمینان کی زندگی گزاریں، آپ دونوں آپس میں اتفاق کرلیں کہ ایک چوتھائی، ایک تہائی، یا آدھی تنخواہ گھر کے اخراجات میں شامل کریں، تاکہ آپ کا جھگڑا ختم ہواور آپ کو باہمی شفقت، راحت اوراطمینان ملے۔

لیکن اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر مقامی عدالت میں دعوی دائر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور ان شاء اللہ شرعی کورٹ میں آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

تاہم میری آپ دونوں کو نصیحت یہی ہے کہ آپ آپس میں صلح کر لیں، جھگڑا نہ کریں، اور عدالت سے رجوع مت کریں، بیوی سے گزارش ہے کہ اپنے مال میں سے تھوڑا بہت خاوند کو دینے پر راضی ہو جائے تاکہ جھگڑا ختم ہو، یا خاوند اللہ تعالی کی تقسیم پر راضی ہو جائے اور اپنی استطاعت کے مطابق نفقے کی ذمہ داری ادا کرے، اور آپ کی تنخواہ پر بالکل بھی نظر نہ رکھے، آپ دونوں کے درمیان یہی ہونا چاہیے۔

میں بار بار پھر وہی نصیحت کروں گا کہ آپ اپنی کچھ تنخواہ اسے دے دیں تاکہ خاوند خوش ہو جائے اور دونوں خیر کے کام میں ایک دوسرے کا تعاون کریں، کیونکہ گھر تو آپ دونوں کا ہے بچے بھی آپ کے ہیں اور سب کچھ آپ دونوں کا ہے، اس لیے مناسب یہی ہے کہ آپ تھوڑی بہت اپنی تنخواہ میں سے خاوند کو دے دیں، تاکہ جھگڑا ہی ختم ہو۔ اللہ تعالی سب کو توفیق سے نوازے " ختم شد

سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ فتاوی نور علی الدرب (3/1615)

130080